سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۰

نور افشاں

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ۔ لاہور } ایڈیٹر

پادری ایچ۔ ای ڈائلی صاحب ایمپرس روڈ۔ لاہور } منیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر صاحب نور افشاں ہونا چاہیے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں ٭

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۰ جون ۱۹۲۷ء	نمبر ۲۲

تنظیم المسیح فی النظم الصحیح

نور افشاں کے شعرائے نامدار شیریں مقال۔ نازک خیال میں سے جناب آر۔ ایم واعظ۔ مرحوم حسن علی سفیر مرحوم نصیر الدین نصیر کرنالوی۔ مولوی حشمت اللہ حشمت۔ رسا بیوی۔ شفا بیوی وغیرہ کے نامی و اسمائے گرامی سے ناظرین کرام واقف ہی ہیں لیکن جناب منشی لبھا اللہ صاحب منت کی یاد بھی تازہ ہو گی جس کا اور نور افشاں کا ایک مدت مدید سے چولی دامن کا ساتھ چلا آیا ہے۔ آپ کے کلام کی سادگی اور ملاحت اور آپ کی شاعرانہ بلند خیالی کے سوا آپ کے کلام میں مسیحی خیالات کی بھرپوری اور معنوی ناظرین کرام کی یاد داشت میں ہنوز تازہ ہو گی۔ اردو فارسی، عربی زبانوں میں آپ کلام کرتے رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں حضرت واعظ کے سوا، تمام مسیحی شعراء میں آپ کو بزرگ و مقدم ہونے کا فخر حاصل ہے۔ آپ ایک مدت سے بعض مجبوریوں کی وجہ سے مصائب زندگی کا تختہ مشق بن رہے ہیں۔ لیکن اس پر بھی آپ کی مسیحی شان کا یہ عالم ہے کہ آپ خداوند کی حمد و ثنا میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ ابھی حال میں عنوان مافوق کی ذیل میں ایک طویل مسدس جو ۲۰۰ بند کو جامع ہے تحریر کر کے دفتر نور افشاں میں ارسال کر چکے ہیں اور اس کا باقی حصہ پھر روانہ کرنے والے ہیں۔ اگرچہ پیشتر بہت کچھ تحریر کر چکے ہیں۔ اگر آپ کا کل کلام کتابی صورت میں جمع کیا جائے تو ایک ضخیم دیوان بنجائے اس پر مسدس مذکور کو رقم فرمانا جناب کی جولانی طبع کی آخری لیکن شاندار نمائش ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ حضرت منت کا یہ مسدس نور افشاں میں شائع ہونے کے بعد اگر رسالہ کی صورت میں طبع ہو جائے تو نہایت مفید ثابت ہو گا۔ مدیر

مسدس

آمد ہے کس کی آج میان یروشلم ۔۔۔ ہے پرچم عروج نشان یروشلم

نازاں ہیں طفل و پیر و جوانان یروشلم ۔۔۔ شوکت ہے فخر ناز ہو شان یروشلم

ہر ذرہ ضو سے رشک دہ آفتاب ہے

جادہ پر کہکشاں کی طرح آب و تاب ہے

آمد ہے کس کی شہر میں ہلچل پڑی ہے کیوں ۔۔۔ آنکھ اس کے انتظار میں دیکھے لڑی ہے یوں

دیکھو نگاہ شوق سر رہ اڑی ہے کیوں ۔۔۔ بچوں کی صف دو رویہ سڑک پر کھڑی ہے یوں

کہتی ہیں طرفوا کی صدائیں ہٹو بچو

دائیں کو بیچ چھوڑ کے بائیں ہٹو بچو

آمد ہے کس کی نور زمیں پر ہے چھا گیا ۔۔۔ کیوں عکس کوہ طور زمیں پر ہے چھا گیا

بادل بناسور زمیں پر ہے چھا گیا ۔۔۔ یہ جلوہ دور دور زمیں پر ہے چھا گیا

قرب و جوار شہر تھا خوابیدہ جاگ اٹھا

اکھڑے وہ پائے شیر مختصر کہ بھاگ اٹھا

آمد ہے کس کی شہر میں گھر گھر مچی ہے دھوم ۔۔۔ سر پر چڑھا ہے نشہ حسرت رہے ہیں جھوم

دیکھو وہ جوق جوق چلا آتا ہے ہجوم ۔۔۔ کس کے قدوم آتے ہیں میمنت لزوم

در چشم منتظر نظر شوق بر در است

چوں گوش بر زدہ دار بر اللہ اکبر است

آمد ہے کس کی کس کیلئے ہے یہ انتظام ۔۔۔ گلیوں میں ہیں جو بھیڑ ہیں تو کوچوں میں ازدحام

نگراں ہیں شوق سے سوئے دروازہ خاص و عام ۔۔۔ بیٹھے اٹھے ہیں آ کے منڈیروں پہ ہیں بام

یہ کس کی پیشوائی کا سب کو ارادہ ہے

نائب ہے یا وزیر ہے یا شاہزادہ ہے

آمد ہے کس کی آج یہ تیاریاں ہیں کیوں ۔۔۔ شاخوں میں بیل بوٹوں میں گلکاریاں ہیں کیوں

گلہائے رنگ رنگ سے پر کیاریاں ہیں کیوں ۔۔۔ پھولا چنار اڑتی یہ چنگاریاں ہیں کیوں

سبزہ نے سبز سبز کیا فرش مخملی
بجلی نگاہ شوق بھی اٹھلا کے جب چلی

آمد ہے کس کی کہتے ہیں سکان لامکان   اوپر تو دیکھو کیا ہے سر آسماں سماں
کھلا ہے آفتاب چمک سے یہ معرفت خوان   سیمات ہے یہ جل رہے ہیں ذی قدر قدسیاں

سر قدسیوں کے جھک گئے تعظیم کے لئے
سینہ پہ ہاتھ رکھے ہیں تسلیم کے لئے

آمد ہے کس کی کیوں ہے دلوں میں نشاط آج   خاطر میں ہو رہی ہے بہم انبساط آج
پہلو میں بچھ رہی ہے خوشی کی بساط آج   ہے جوش و ولولہ میں بہم اختلاط آج

دیکھو وفور شوق مسرت لزوم کو
اُٹھتے قدم ہیں آپ ہی خیر القدوم کو

آمد ہے کس کی کس سے یہ گفتگو یہ ہے   اُمید کس کی کس کے لئے آرزو یہ ہے
کوچہ میں شور ہے تو نظر کو بکو یہ ہے   القصہ اب فسانۂ تو چار سو یہ ہے

سنتے ہیں جس سے ذکر بھی ہے زبان پر
تیر نظر ہے سب کا اسی اک نشان پر

آمد ہے کس کی کہتے ہیں آپس میں بوالعجب   سردار کاہن اور فقیہی فریسی سب
کہتے ہیں جوش شہر میں پھیلا ہے کیا سبب   ڈالیں وہ اب دباؤ کہ شورش یہ جائے دب

بڑھتی ہوئی شعاع درخشاں ادھر نہ آئے
آنکھوں میں خاک جھونک دیں سوجھ تک نہ آئے

آمد ہے کس کی تہ میں یہ ہے صدائے عام   گو ہے تحیر اُن کو مگر چپ ہیں خوش عوام
لیکن فریسیوں کو ہے یہ سرنج وہ کلام   کوشاں ہیں جان و دل سے کریں کیسے روک تھام

چلتا نہیں دلوں پہ بس اُن کا تو کیا کریں
اُن پر نہیں ہے دسترس انکا تو کیا کریں

آمد ہے کس کی کہتا ہے کوئی یہ کان میں   نکلی صدا وہ گونج گئی آسمان میں
دیوار کے بھی کان لگے ہیں مکان میں   جھک جھک کے در یہ کہتے ہیں اپنی زبان میں

آئے ادھر سواری اگر اپنے دیں قدم
سایہ سے ہم بھی پاؤں پہ گر کے لیں قدم

ضرورت

یوپی کے دو نارمل ٹرینڈ اُستاد یا کم سے کم یا ہر دو پاس کی ضرورت ہے اور درخواستیں ۱۰ جون ۱۹۲۰ء تک جناب ہیڈ ماسٹر صاحب مشن مڈل سکول بلند شہر کے پاس آنی چاہئیں۔

المشتہر

ہیڈ ماسٹر مشن مڈل سکول۔ بلند شہر

روئداد اجلاس سالانہ

پنجاب کرسچن سنٹرل کوآپریٹو بنک لاہور

(ذیل میں ہم پنجاب کرسچن سنٹرل بنک کے اجلاس سالانہ کی کیفیت بدیں غرض درج ناظرین کرام کرتے ہیں کہ وہ اس بنک مفید اور بنیادی تحریک سے واقفیت حاصل کریں اور اس میں دلچسپی لیں۔ سنٹرل بنک اور انجمن ہائے امداد باہمی کے اتحاد کا نمائندہ ہے۔ جو پنجاب بھر کے مسیحیوں میں جابجا قائم ہیں۔ اور جہاں تک ہمارا خیال ہے جب تک کہ ہر قریہ اور قصبہ میں جہاں مسیحیوں کی آبادی ہے امداد باہمی کی انجمنیں جاری نہ کی جائینگی مسیحی جماعت کی مالی بہبودی کی کوئی بھی تجویز کارگر نہیں ہو سکتی پنجاب کے مسلمانوں سے ہر سال ۷ کروڑ روپیہ بمد سود وصول ہوتا ہے۔ اس سے قیاس کر لینا چاہئے۔ کہ پنجاب کے مسیحیوں کا کس قدر سرمایہ نقدی اور غلہ کی صورت میں ساہوکاروں کی جیبوں میں جاتا ہے۔ اس موومنٹ کے ذریعہ سے جو لوگ مسیحی مذہب میں شامل ہوتے ہیں اُن کی مالی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ خواہ وہ زراعت پیشہ ہوں یا صنعتی یا حرفتی کاموں میں لگے ہوں۔ ان لوگوں کو قرض کے روپیہ کی بہت ضرورت ہوتی ہے مسیحی مذہب کے اختیار کرنے کی وجہ سے جو بنئے۔ بقال وغیرہ بے تحاشہ سود لیکر ان غریبوں کو روپیہ اُدھار پر بھی دے دیتے تھے۔ وہ بھی انکار کر رہے ہیں۔ اگر انجمن امداد باہمی اور سنٹرل بنک ان کی مدد نہ کریں تو یہ لوگ نہ گھر کے رہینگے نہ گھاٹ کے۔ اس بنک کے حصص خرید کر عمدہ منافع کمائیں۔ ایک حصہ کی قیمت ۵۰ روپیہ ہے جو سہ ماہی اقساط میں واجب الادا ہے۔ اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ تمام صوبہ کے مسیحی انجمن ہائے امداد باہمی قرضہ اس سنٹرل بنک سے ملحق ہو جائیں۔ تاکہ مسیحیان پنجاب ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر متحد الرائے اور شریک عمل ہو جائیں۔ روئداد ذیل کتابی کارروائی کی نقل مطابق اصل ہے۔ خان)

روئداد اجلاس

پنجاب کرسچن سنٹرل کوآپریٹو بنک لمٹیڈ کا سالانہ جلسہ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے میں بتاریخ ۱۶ اپریل ۱۹۲۰ء بروز سنیچر بوقت ۹ بجے صبح منعقد ہوا۔

حاضرین:۔

(۱) کپتان ڈی۔ ایس۔ آٹو۔ صدر
(۲) جے۔ ڈانیل صاحب۔
(۳) پی ایم۔ لعل صاحب
(۴) پی بی۔ بخشش صاحب۔
(۵) ڈاکٹر آئی۔ پی ناصر۔
(۶) بی۔ ایل۔ رلیارام۔

نمائندگان:۔

(بقیہ دیکھو)

نورافشاں

مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۲۷ء

ہم کس طرف ہوں؟

(۲)

نورافشاں کی اشاعت قریبہ میں ہم اس اہم سوال کو اٹھا چکے ہیں اور اس کے جواب لکھنے کی طرف ناظرین کرام کی توجہ مبذول کرا چکے ہیں۔ آج ہم یہ بات بتلانا چاہتے ہیں کہ مضمون کا سوال ہمارے لئے نہایت اہمیت رکھتا ہے اور وہ وقت پر مسیحی پبلک کے روبرو پیش کیا گیا ہے بخصوصاً پنجاب کے مسیحیوں کو اس کا فوراً جواب تجویز کرنا ہے۔ کیونکہ دیگر ممالک کے مسیحی اس کا جواب تجویز کرتے آئے ہیں۔

آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر عربی مسیحیوں کے روبرو یہ سوال پیدا ہوا تھا۔ عرب کی بت پرست اقوام نے کعبہ شریف کے ۳۰۰ بتوں اور معبودوں کے درمیان یسوع مسیح اور آپ کی والدہ ماجدہ کی تصویر رکھ کر یہ سوال اٹھا دیا تھا کہ عربی مسیحی عرب کے بت پرستوں کے ساتھ ملنے کو تیار ہو جائیں۔ مگر عربی مسیحیوں نے عرب کے بت پرستوں کا ساتھ نہیں دیا تھا بلکہ عرب کے فرزند اعظم آنحضرت محمدؐ مدنی کا ساتھ دیکر مسیحیت و اسلام کے اتحاد سے عنوان کے سوال کو حل کیا تھا اور آنحضرتؐ نے عرب کے بت پرستوں کے تمام معبودوں کو فنا کرکے کعبہ میں یسوع مسیح اور آپ کی والدہ ماجدہ کی تصاویر کو بچا کر اس اتحاد کی نوعیت کو ظاہر فرمایا تھا۔

آج کے دن انہیں معنا کا اتحاد و اشتراک ہندوستان کے مسیحیوں کے روبرو ہے۔ بعض مسیحی ہندو آریہ دھرم کے دوست ہو کر ہندوؤں کے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے بتوں میں یسوع مسیح کا ایک بت رکھ کر مسیحیت کو ہندوازم میں تبدیل کر دینا چاہتے ہیں وہ یسوع مسیح کے بت پر پھول چڑھا کر اس کی عبادت سے تسلی کر لینا چاہتے ہیں۔ اگرچہ مسیحیوں میں اس خیال کے بہت کم مسیحی ہیں لیکن ہیں ضرور۔ ان کے اس خیال نے ہمارے روبرو یہ سوال پیدا کر دیا ہے کہ ہم مسیحی کس طرف ہوں؟

ہم نے پیشتر ذکر کیا تھا کہ ہندوستان میں ہماری دو آبائی اقوام ہیں جو مذہب و عقاید میں ایک دوسری سے مختلف ہیں۔ ایک کو ہندو قوم کہتے ہیں جو شمار میں ۲۲ کروڑ ہے۔ دوسری کو مسلم قوم کہتے ہیں جو شمار میں ساڑھے سات کروڑ ہے۔ ہمارا شمار ان کے مقابل ساٹھ لاکھ سے زیادہ کا نہیں ہے۔ اگر ہم مسیحی اپنی جداگانہ ہستی کے معتقد ہیں تو ہمارے لئے سوال مندرجہ عنوان کچھ معنے نہیں رکھ سکتا لیکن یہ امر مشتبہ ہے جس پر ہمارے اہل قلم نے کبھی کچھ رقم نہیں فرمایا ہے۔ مسیحیوں کو سب سے پہلے اسی بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ ہم مسیحی ہندو مسلم قوموں کے مقابل اپنی جداگانہ ہستی کو قائم رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ اس سوال کے اثباتی یا منفی جواب پر باقی کے دو سوال زیر بحث آ جاتے ہیں یا وہ زیر بحث آنے سے خارج ہو جاتے ہیں۔

یہ بات کسی واقفکار پر پوشیدہ نہیں ہے کہ ہم ہند کے ساٹھ لاکھ مسیحی پہلے ہندو مسلم ہیں اور بعد اس کے مسیحی ہیں۔ ہمارا مسیحی ہونا ہی ہمیں آبائی اقوام سے جدا کرنے والی شے ہے۔ جو صاحب ...... ہندو مسلم اقوام کے سوا تیسری مسیحی جماعت کی حیات و بقا کے منکر و مخالف ہیں وہ دراصل ہمارے مسیحی ہونے کی تخصیص کو ہی ملیامیٹ کر دینا چاہتے ہیں۔ اور اگر ایسے اصحاب کی رائے کو غلبہ حاصل ہو جائے تو ہند سے مسیحیت و مسیحیوں کا نام و نشان باقی نہیں رہ سکتا ہے۔ ہند کے ۶۰ لاکھ مسیحی ہندو مسلم ہو جاتے ہیں۔ پس ہمارے لئے سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ ہم مسیحی رہنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ ہم ہندوستان میں مسیحیوں کی تیسری جماعت بنانے کے حامی ہیں یا نہیں؟

جو اصحاب ہندوستان میں تیسری جماعت کی ہستی کو مٹانے کے درپے ہیں۔ یہ کہا کرتے ہیں کہ اعتقادی مسیحیت کی ضرورت نہیں ہے عملی مسیحیت کی ضرورت ہے اعتقاد کسی کو سچا مسیحی نہیں بنا سکتا ہے۔ لہذا ہمیں اعتقاد پر نہیں بلکہ عمل پر زور دینا چاہئے۔ اور عمل کے میدان میں ہندو مسلم و مسیحی کا کوئی سوال نہیں رہتا۔ وہاں سب لوگ برابر ہیں۔

لیکن ہم مسیحیوں نے اس کے جواب میں اس بات کو سوچا ہے کہ سب سے پہلے اعتقادی مسیحیت سے دستبرداری کا مطالبہ ہم مسیحیوں سے ہی کیوں کیا جاتا ہے؟ کیوں ہندو مسلم بھائیوں سے نہیں کیا جاتا؟ دوم عقاید ہی ہر ایک ملت و مذہب کے ماننے والوں کے نیک و بد اعمال کے محرک ہوتے ہیں۔ وہ نیک و بد اعمال کون سے ہیں جو بغیر کسی عقیدہ کے وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں؟ پس عقائد اور ذریعہ عمل انسانی لازم و ملزوم کی نسبت رکھتے ہیں پھر مسیحی عقائد کے بغیر مسیحی طرز عمل کے کیا معنے ہو سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ کچھ معنے نہیں ہو سکتے۔ لہذا جو اصحاب ہند میں تیسری مسیحی جماعت بنانے کے مخالف ہیں وہ دراصل مسیحیت کے مخالف ہیں۔ کیا ہمیں مسیحیت کے مخالفین کی دور کا شنوا ہونا چاہئے؟ ہرگز نہیں۔

اگر بفرض محال مسیحی جماعت کی ہستی کے مخالفین کی بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس کا فائدہ کچھ نہیں ہوگا کیونکہ ہندوستان کے ساڑھے سات کروڑ مسلمان اسلام میں مسیحیت کی ہستی کو قائم رکھینگے کیونکہ اسلام میں مسیحیت کا سب کچھ موجود ہے۔ ایسے حال میں ہمارا مسیحی ہو کر ہندوستان میں مسیحیت کو ملیامیٹ کرنے کی کوشش کرنا بالکل عبث فعل ہوگا اور یہ بات بھی تب ہی ممکن ہو سکتی ہے اگر ہند کے ساٹھ لاکھ مسیحی ہندو بن جائیں اور یہ بات بیان کی محتاج نہیں ہے کہ ہندو دھرم اور اسلام میں

فرق کرنا نہایت دشوار ہے۔ ایسے حالات و اسباب کی موجودگی میں اگر بفرض محال ہمیں ہندی مسیحیوں کی جماعتی ہستی کو مٹانا ہی منظور ہو تو ہم کیوں مسلم ہو کر اس کی ہستی کو نہ مٹائیں: تاکہ ہم اسلام کے حدود میں پھر اپنی پوری مسیحیت کو پا سکیں؟ تبدیل ہو کر مسیحی جماعت کی ہستی کو مٹانا مسیحیت پر وہ ظلم روا رکھنا ہوگا جس کی وہ کسی معنا میں حقدار نہیں ہے۔

پس ہم اپنے ناظرین پر عنوان کے سوال کی اہمیت ظاہر کر چکے ہیں۔ اب ہمارے بیدار مغز اصحاب کا کام ہے کہ وہ اس کا کوئی معقول جواب تجویز کریں تاکہ ہند کی مسیحی جماعت کی بابت ہمارا آگے کو ایسا طرز عمل مقرر ہو جائے جو ہماری ہستی کی حیات و بقا کا موجب ہو اور ہم مخالفین و موافقین میں فرق کر سکیں

ہماری معذرت

حسن اتفاق سے نور افشاں کے کالموں میں مسیحی جماعت کے ایک دو معاملوں کی غلط فہمی کی صفائی میں قیل و قال شروع ہو گئی جس کے سبب سے دیگر مضامین کی اشاعت میں کسی قدر تاخیر واقع ہو گئی ہے ہم نامہ نگار صاحبان سے اس تاخیر کے لئے معذرت چاہتے ہیں۔

ناظرین کرام نے مسٹر موٹے خاں اور فخر قوم مسٹر بی۔ ایل رلیا رام صاحب کے مضامین کو خاص کر پڑھا ہوگا۔ ہر دو صاحبان کے نکتہ نظر کو پنجاب کرسچن کانفرنس کی نسبت بخوبی سمجھ لیا ہوگا۔ مسٹر بی۔ ایل رلیا رام صاحب کے جواب پر نمبر ۱۸ میں مسٹر موٹے خاں کی طرف سے پھر جواب الجواب دیا گیا ہے جو کسی قدر طویل جواب ہے۔ شاید نور افشاں کی دو اشاعتوں میں نکلے اور یہ مسٹر موٹے خاں کی طرف سے آخری جواب ہوگا۔ جس کا آخری جواب الجواب مسٹر بی۔ ایل رلیا رام صاحب کی طرف سے نور افشاں میں شائع ہو سکیگا۔ اس کے بعد بحث ختم سمجھیں۔

اصل معاملہ اس قدر ہے کہ زیر بحث پنجاب کرسچن کانفرنس اپنے ۶۰ ممبران کی بنا پر پنجاب کے ۳ لاکھ مسیحیوں کی نمائندہ ہونے کی مدعی ہے۔ کانفرنس کے یہ ساٹھ ممبران پنجاب کے مسیحیوں کی کسی جماعت کی طرف سے باقاعدہ ڈیلیگیٹس ہو کر اس کے ممبر نہیں ہیں۔ نہ پنجاب کرسچن کانفرنس کی شاخیں پنجاب بھر کی مسیحی جماعتوں میں کھولی گئی ہیں۔ البتہ پنجاب کے ۶۰ ممبران کی شمولیت سے پنجاب کرسچن کانفرنس کی ہستی مشہور ہے۔ مسٹر موٹے خاں صاحب کا اعتراض یہ ہے کہ پنجاب کرسچن کانفرنس اپنی موجودہ حالت میں پنجاب کے ۳ لاکھ مسیحیوں کی نمائندہ نہیں مانی جا سکتی ہے۔ اسے باقاعدہ مسیحیوں کی نمائندہ جماعت بنایا جائے اس کے حدود کو اس قدر وسیع کیا جائے کہ پنجاب کے تمام مسیحی اس میں داخل ہو سکیں

خانصاحب کا دوسرا اعتراض کانفرنس پر یہ ہو سکتا ہے کہ اس کانفرنس کے قلیل ممبر انکو پنجاب کے تین لاکھ مسیحیوں کی طرف سے حق نمائندگی حاصل نہیں ہے۔ اس وجہ سے پنجاب کرسچن کانفرنس کی نمائندگی صرف پنجاب کرسچن کانفرنس کے ۶۰ ممبران کی نمائندگی ہے۔

خانصاحب کا کانفرنس پر تیسرا اعتراض یہ ہو سکتا ہے کہ پنجاب کرسچن کانفرنس کا طرز عمل ایسا ہے جس کے ساتھ پنجاب کرسچن کانفرنس کے ممبران کے سوا کسی مسیحی جماعت کا اتفاق نہیں ہو سکتا ہے۔ اس وجہ سے بھی پنجاب کرسچن کانفرنس پنجاب کے تمام مسیحیوں کی نمائندہ نہیں ہو سکتی ہے ہمارے خیال میں حامیان کانفرنس اگر ان تینوں اعتراضوں کا صفائی سے جواب تحریر فرمائیں تو یہ معاملہ بالکل صاف ہو جائے۔ مسٹر موٹے خاں کی تحریر کا ہم نے یہی مطلب سمجھا ہے۔ باقی وہ اپنی تحریر آپ بول رہے ہیں انکا مطلب خود ناظرین سمجھ لیں

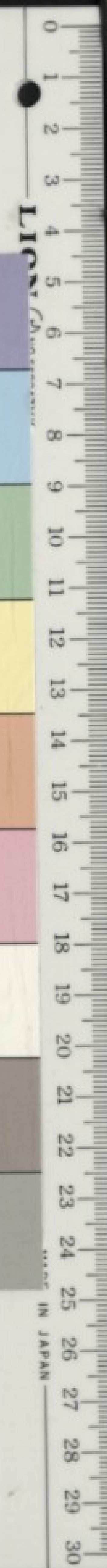
آخر میں کلارک آباد کے مسیحی مدرسہ اور رسالہ مسیحی کے معاملہ کی بابت اس قدر عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ مدرسہ مذکورہ اور اس کے قابل فخر ٹیچر سٹاف کی بابت جو مسیحی پبلک رائے کا مظاہرہ ہوا ہے اُسے نمبر ۱۸ میں ہم ٹیچر سٹاف کے جواب کے ساتھ ختم کرتے ہیں ہیں۔ اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں دیکھتے۔

کیونکہ مسیحی پبلک کی رائے رسالہ مسیحی کی رائے کے بالکل خلاف ظاہر ہوئی ہے۔ ایڈیٹر

کلارک آباد سکول کے متعلق رسالہ مسیحی کی غلط بیانی کی تردید

رسالہ مسیحی بابت ماہ مئی ۱۹۴۲ء کے صفحات پر ایک مضمون بعنوان کلارک آباد کی مسیحی بستی جناب مدیر کبیر مسٹر کے۔ ایل رلیا رام کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ چونکہ اس مضمون میں مدیر کبیر صاحب نے بوائز سکول کے متعلق جو کچھ تحریر کیا ہے وہ سراسر بالکل لغو اور بے بنیاد ہے اور محض سنی سنائی باتوں پر اعتبار کر کے لکھا گیا ہے۔ چونکہ اس سے عوام میں غلط فہمی پھیلنے کا احتمال ہے۔ اس لئے اس غلط فہمی کو دور کرنے کی غرض سے یہ چند سطور عوام کی آگاہی کے لئے تحریر کی جاتی ہیں۔

واضح ہو کہ رسالہ مسیحی کے ... مدیر کبیر نے محض سکول کو بدنام کرنے کی غرض سے یہ مضمون شائع کیا ہے اور بہت سی غلط بیانیوں سے کام لیتے ہوئے آپ نے اپنی زیادتی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ جن دنوں میں این۔ ایم۔ ایس کا اجلاس کلارک آباد میں ہوا اُن دنوں میں لڑکے اور لڑکیوں کے سکول بوجہ فصل تعطیلات کے بند تھے۔ اور سکول کا تمام سامان دفتر میں بند تھا۔ مسیحی کے مدیر کبیر نے اتوار کے دن سکول کو دیکھا۔ جیسا کہ آپ خود اپنے مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ لڑکوں کا سکول بھی ہم نے اتوار کے دن دیکھا اور اُس کو دیکھ کر ہم پر بُرا اثر ہوا"۔ جائے غور ہے کہ جب آپ نے تعطیلات کے ایام میں سکولوں کا ملاحظہ فرمایا تو آپ نے یہ نتیجہ کیسے نکال لیا کہ معلم اپنے کام میں دلچسپی لیتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ جبکہ آپ نے کسی معلم کو تعلیم دیتے ہوئے مطلق نہیں دیکھا تھا؟ اور ... لڑکوں کے سکول کے متعلق یہ نتیجہ کیسے نکال لیا کہ ٹیچیاں کا طریقہ تعلیم قدیم اور دقیانوسی ہے۔ کیا یہ بات آپ کی غلطی پر دلالت نہیں کرتی ہے؟ پھر آپ فرماتے



ہیں کہ سکول کی عمارت پرانی، شیشے میلے کچیلے ہیں کو دیکھ کر ہم پر بڑا اثر ہوا۔ کوئی پوچھے کہ کیا سکولوں کی عمارتیں ہر روز نئی تیار ہوا کرتی ہیں؟ کیا تعطیلوں کے ایام اسی لئے ہوا کرتے ہیں کہ مدارس کا عملہ ان ایام ... میں پرانی اور کہنہ عمارتوں کی تعمیر کیا کرے اور آپ جیسے با بصیرت اصحاب کے ملاحظہ کے لئے انہیں تیار رکھا کرے؟ پس فصلی تعطیلوں کے ایام میں آپ کا سکولوں کا ملاحظہ کر کے ان کے خلاف واویلا کرنا کہاں کا انصاف اور حق صداقت کی ادائیگی ہے؟ پھر کمروں کی صفائی اور شیشوں کے میلا کچیلا ہونے کی شکایات کرنا آپ جیسے اصحاب کے لئے کیونکر جائز تھا؟ جس صورت میں کہ محکمہ تعلیم کے افسران اعلیٰ سکول کی عمارت وغیرہ کی نسبت سکول کی لاگ بک میں عمدہ رائے تحریر فرما چکے ہیں تو سکول کی بابت رائے قائم کرنے سے پیشتر کیا آپ کا فرض نہ تھا کہ آپ لاگ بک کا بھی ملاحظہ کر لیتے؟ اس پر جناب نے چونکہ کرسچن کانفرنس پنجاب کے صدر اور رسالہ مسیحی کے مدیر کبیر ہونے کی حیثیت سے اصل واقعات کے خلاف سکول کے متعلق اپنی رائے شائع کر دی ہے تو کیا اس سے یہ بات سمجھ لی جائے کہ پنجاب کرسچن کانفرنس کا اور رسالہ مسیحی کا دستور العمل ہی واقعات و حالات اصلی کی خلاف بیانی کرنا ہے؟ چونکہ آپ رسالہ مسیحی میں کلارک آباد کے بورڈ سکول کی نسبت عموماً اور اس سکول کی عمارت کی نسبت خصوصاً رسالہ مسیحی میں لغو بیانی کر چکے ہیں اور یہ بھی رسالہ مسیحی کے دستور العمل کے مطابق کر چکے ہیں چونکہ ہم مسیحی پبلک کو اصلی حالات سے آگاہ کیا چاہتے ہیں اس لئے ہم سکول کی عمارت کی بابت اعلیٰ سرکاری افسروں کی تازہ آراء کا اقتباس ذیل میں لکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں

انسپکٹر صاحبان فرماتے ہیں کہ "سکول کی عمارت آرام دہ، عمدہ تعمیر شدہ، ہوادار ہے۔ اس کا فرش پکی اینٹ کا ہے۔" "سکول کی عمارت عمدہ پلین عمارت ہے۔ روشنی دار اور ہوادار ہے۔ وسیع اور آرام دہ ہے۔" "سکول ہاؤس کافی اور مفید سحاب ہے۔" "سکول نہایت عمدہ اور مفید مطلب عمارت رکھتا ہے جسکی مرمت بھی تازہ ہی ہوئی ہے۔" "سکول عمارت کو میں نے صاف و مصفا پایا۔" "سکول کا اسباب یا فرنیچر ضرورت سکول کے لئے کافی پایا گیا۔"

(خلاصہ آراء افسران سرکاری)

یہ تو ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی انسپکٹر صاحبان کی آراء کا خلاصہ ہے۔ دوسری طرف آپ اور آپ کا رسالہ مسیحی ہے۔ پبلک کو معلوم کر لینا چاہئے کہ رسالہ مسیحی کے فاضل ایڈیٹر کی رائے کی قدر و قیمت کیا ہے؟

جائے حیرت ہے کہ جب سکول کا تمام سامان دفتر میں بند تھا اور آپ سامان کے کمرہ میں بالکل گئے بھی نہیں تو آپ کو سکول کے سامان کا کیسے علم ممکن تھا؟ اس پر آپ کا یہ لکھ مارنا کہ "سکول کا سامان دیکھ کر ہمیں یقین ہوا کہ طرز تعلیم ہی پرانا اور دقیانوسی ہے" یہ آپ کی اور رسالہ مسیحی کی راست بیانی کو واقعی چار چاند لگانے والا فقرہ ہے؟ اس پر آپ کی معاملہ فہمی ملاحظہ ہو کہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر ہیڈ ماسٹر ٹرینڈ نہ ہو تو گریجوایٹ ضرور ہو اور اسے ایک عمدہ سٹاف دیا جائے۔ گویا آپ کی رائے شریف میں موجودہ سٹاف ردی اور نکما ہے۔ آپ کی اس تحریر کو پڑھ کر ہمیں آپ کی ذہانت اور رسالہ مسیحی کی جہالت پر اور بھی افسوس ہوا کہ آپ کو اتنا بھی علم نہ ہوا کہ ورنیکلر مڈل سکول کے لئے گریجوایٹ ہیڈ ماسٹر کی کیا ضرورت؟ اگر مڈل سکول کو گریجوایٹ ہیڈ ماسٹر کی ضرورت تسلیم ہی کر لی جائے تو ہائی سکولوں کو کیوں ایم۔ اے ہیڈ ماسٹروں کی ضرورت کا احساس نہ ہوا؟ شاید اسکی یہ وجہ ہوگی کہ ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں میں آنجناب خود بھی شامل ہیں۔

ناظرین کرام پر واضح ہو کہ کلارک آباد سکول کا ہیڈ ماسٹر ایس وی ٹرینڈ اور دیگر استاد صاحبان ٹرینڈ اور گورنمنٹ سند یافتہ ہیں اور محکمہ تعلیم کے افسران اسے ایک عمدہ سٹاف قرار دیتے ہیں۔ وہ کوئی سپیشل سفارشی اسناد والے دارے میں نہیں ہیں۔ سکول ہذا کا ہیڈ ماسٹر عرصہ تخمیناً ۱۸ سال سے عہدہ ہیڈ ماسٹری کے فرائض نہایت عمدہ طور سے سرانجام دے رہا ہے اور اس کو اپنے کام میں کافی تجربہ حاصل ہو چکا ہے چنانچہ اس سال بھی ورنیکلر فائنل کے امتحان میں اس کے متعلقہ مضامین کا نتیجہ تقریباً سو فیصدی سا ہے۔ اور اس کا کام بھی ہمیشہ تسلی بخش تحریر ہوتا رہا ہے۔ اس پر رسالہ مسیحی کا باوقار ایڈیٹر کلارک آباد کے ورنیکلر مڈل سکول کو کونسا بہتر ہیڈ ماسٹر اور کونسا بہتر و افضل ٹیچنگ سٹاف دے کر اسے آسمان پر یا تحت الثریٰ میں پہنچانا چاہتا ہے؟ بندہ پرور۔ اگر رسالہ مسیحی کی ایڈیٹری کے یہی معنے ہیں جو آپ نے اسے دکھائے ہیں تو ہم بھی کرسچن کانفرنس سے گذارش کرینگے کہ وہ رسالہ مسیحی کی منصب ادارت پر کسی واقفکار اور تجربہ کار ایڈیٹر کو مقرر فرمائیں جو پبلک حالات اور واقعات کا صحیح تبصرہ کرنا جانتا ہو۔

جو کچھ آپ نے اور آپ کے رسالہ مسیحی نے جناب ہیڈ ماسٹر صاحب اور سکول سٹاف کے خلاف لغو بیانی کی ہے اس کی صفائی بھی سرکاری افسران کی مندرجہ ذیل آراء سے کئے دیتے ہیں۔ پبلک ہی پر بھی غور فرمائے۔ سرکاری افسران لکھتے ہیں کہ

"سکول سٹاف میں دس استاد پائے جاتے ہیں جو سب کے سب ٹرینڈ ہیں۔ سکول سٹاف مضبوط اور کافی ہے۔" "سٹاف میں دس استاد شامل ہیں جو سب کے سب ٹرینڈ ہیں سٹاف کافی مضبوط ہے قابلیت و خصائیں۔" (خلاصہ آراء افسران سرکاری)

ایسے قابل و فاضل سکول سٹاف کے خلاف رسالہ مسیحی اور اس کے فاضل ایڈیٹر کا غلط بیانی کر کے سکول اور سٹاف کی شہرت و ناموری کو نقصان پہنچانا ہرگز ایسا معاملہ نہیں ہو سکتا کہ اس پر سکوت اختیار کیا جائے۔

ناظرین کرام۔ اگر رسالہ مسیحی اور اس کا فاضل ایڈیٹر محض سکول اور سکول سٹاف کے خلاف گوئی کر کے بس کر جاتا تو بھی ایک حد تک نظر انداز



کرنے کا سلسلہ خیال کر لیا جاتا۔ پر رسالہ مسیحی کے مدیر کبیر نے ہمارے واجب التعظیم منیجر صاحب کو بھی بدنام کرنے سے گریز نہیں کیا۔ چنانچہ آپ جناب منیجر صاحب ہمارے کے بارہ میں یوں گوہر افشانی کرتے ہیں کہ "سکول کا منیجر ایسا شخص ہونا چاہیے جو تعلیمی اصولوں سے بخوبی واقف ہو۔ اور عملی طور پر ماہر ہو۔" اس سے صاف ظاہر ہے گویا آپ کی دانست میں منیجر سکول ہذا تعلیمی اصولوں سے بالکل واقف نہیں اور وہ اپنے کام میں عملی طور پر ماہر نہیں ہیں۔ تعلیم یافتہ اصحاب سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ انگریز بچوں کی تعلیم و تربیت کیسے اہتمام سے ہوتی ہے اور اُن کو ہر کام کی عملی طور پر کیسی اعلےٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ انگریز لوگ اپنے کام میں خوب ماہر اور ہوشیار ہوتے ہیں نہ بانی طور پر نہیں بلکہ عملی طور پر اپنے ہر کام کو انجام دینے کی اعلےٰ قابلیت رکھتے ہیں۔ فرض شناسی ان پر ختم ہے۔ انہیں میں سے ایک فرد ہمارے منیجر صاحب ہیں۔ اُن کی شان میں ایسے ناشائستہ کلمات کا استعمال کرنا اگر حق کشی نہیں تو کیا ہے؟ کلارک آباد سکول کی تمام کامیابیوں کا سہرا اگر منیجر سکول کے سر پر نہیں باندھا جا سکتا تو کس کے سر باندھا جا سکتا ہے۔ آیا کہ منیجر سکول مذکور سے بہتر منیجر بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر منیجر سکول ہذا سے بڑھیا منیجر کی کلارک آباد میں ضرورت کو کون ثابت کر سکتا ہے! آپ ہر اعتبار سے سکول مذکور کے قابل و فاضل منیجر ہیں اس کا انکار حق کشی سے کم نہیں ہے۔

اخیر میں آپ نے مشورہ دیا ہے کہ "مشن کو مناسب ہے کہ اپنے انتظام کی بجائے اس تمام کام کو ایک دیسی بورڈ آف ٹرسٹیز کے سپرد کر دے۔" رسالہ مسیحی کی داستان بیانی کو دیکھ کر اور اُس کے ہمہ دان مدیر کبیر کی حق بیانیوں کو معلوم کر کے ہم کلارک آباد کے سکول کے معلمین کو یہ مشورہ دینے کے لئے مجبور ہیں کہ اگر دیسی بورڈ آف ٹرسٹیز مدیر کبیر رسالہ مسیحی کے شان کے ہی ہوں تو مشن کسی دیسی کو بورڈ آف ٹرسٹیز میں داخل نہ کرے۔ ورنہ سکولوں کا بیڑا غرق ہو جائیگا۔

ہماری تو خداوند کریم سے یہ دلی دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے آپ کی تجویز کردہ دیسی بورڈ آف ٹرسٹیز سے اور آپ جیسے شخصوں کی مشورت سے جو اپنے دیسی بھائیوں کو ہر وقت بدنام کرنے کے درپے رہتے ہیں بچائے۔ اور انگریز صاحبان کا سایہ عاطفت ہم پر ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین۔

جملہ ورکین مشن ورنیکلر مڈل سکول
کلارک آباد۔ ضلع لاہور

کانفرنس کی حقیقت

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

۳ جون کے نور افشاں میں ہم اپنے دوست مسٹر بی۔ ایل رلیا رام صاحب بی۔ ایس سی۔ بی۔ ٹی اور جنرل سکرٹری وائی۔ ایم۔ سی۔ اے لاہور اور صدر این۔ ایم۔ ایس پنجاب وغیرہ بالقابہ کا نام دیکھکر حیران رہ گئے۔ کیونکہ

(۱) کانفرنس کا رسالہ "مسیحی" اعلان کر چکا ہے کہ "مسیحی اخبارات اکثر زبان دانی کی غلطیوں سے پُر ہوتے ہیں۔ لوگ انہیں پڑھنے سے ڈرتے ہیں۔ اشعار بے سقم۔ غلط محاورات جن کے پڑھنے سے بجائے فائدہ کے اُلٹا نقصان ہوتا ہے"

(۲) پھر بارگاہ کانفرنس سے قوم کے نام ہدایت جاری ہو چکی ہیں کہ نور افشاں کو کوئی نہیں پڑھتا۔ ایڈیٹروں میں اسکو چلانے کی قابلیت نہیں جو اس (نور افشاں) اخبار کو دیکھتا ہے لاحول پڑھتا ہے۔ اس کے نامہ نگار بے حد نالائق ہیں۔ اس کے مقابل قوم کو ایک ہفتہ وار اخبار تلاش (?) کرنا چاہیے۔ (صفحہ ۴۴-۴۵ رسالہ مسیحی)

(۳) قوم کا اپنا رسالہ "مسیحی" جاری ہے۔ جس کے ایڈیٹر لائق و تجربہ کار اور نامی ہیں۔ ایک تو قوم کے مانے ہوئے لیڈر اور مسیحی خواہ ہونے کے علاوہ فاضل عالم اور ناقد سخن ہیں۔ جن کی تصنیفات اظہر من الشمس ہیں اور مدت تک ممبر کمیٹی رہے اور ممبر لیجسلیٹو کونسل پنجاب کے ممبر اور مسیحیوں کے نمایندے رہ کر قوم کو بہت فائدہ پہنچا چکے ہیں۔ تمام پنجاب کیا ہندوستان ان کی حسن خدمات کا قائل ہے۔ دوسرے ایڈیٹر صاحب فارسی میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ ان سے اخبار کو خاص فائدہ پہنچا ہے کہ اخبار مسیحی کی اُردو مستند اور ٹکسالی ہے؟ (رسالہ مسیحی صفحہ ۱)

(۴) پھر مسٹر بی۔ ایل رلیا رام صاحب نے نور افشاں میں جسے کوئی پڑھا لکھا آدمی نہیں پڑھتا تھا کبھی لکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔

ان وجوہ کی بنا پر ہم دیر تک محو حیرت رہے اور خوب غور سے سوچنا شروع کیا کہ یا الہی یہ کیا ماجرا ہے کہ کل تک جنکو نور افشاں کے نام تک سے نفرت تھی وہ کیوں اس قدر مجبور ہو گئے کہ اس میں خامہ فرسائی کریں ؎

چشم گریاں میں یہ کس نے پوچھے ہنک (?)
دیکھ تو کون آئے بیٹھے ہیں۔

پھر غور کا مقام ہے کہ رسالہ مسیحی کے نامہ نگاروں میں جب ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر موجود ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اُن سب سے قطع نظر مسٹر بی۔ ایل رلیا رام صاحب بالقابہ ہمارے مقابل اُتر آئے ہیں۔ آپ کی وہ شان ہے کہ رشتہ داری۔ تعلیم۔ روپیہ۔ رسوخ۔ فرصت اور جملہ سامان دنیوی میں وہ سب سے اعلےٰ ہیں۔ اور ہم سب سے ادنےٰ پھر وہ کون سی چیز ہے جو آپ کو اُس مقام ادنےٰ تک لے آئی ہے۔ جس پر ہم کھڑے ہیں۔ یکم جون کو آپ نے ہم سے فرمایا کہ "کانفرنس نے تمہارا جواب لکھا ہے"۔ اس لحاظ سے آپ نے جو مضمون "کانفرنس اور قوم" کے عنوان سے ۳ جون ۱۹۲۶ء کے نور افشاں میں لکھا وہ بلاشبہ کانفرنس کے دربار خاص کی منظوری اور مشورہ سے لکھا گیا ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ کانفرنس کے صدر جناب مسٹر کے۔ ایل رلیا رام صاحب ہیڈ ماسٹر مشن ہائی سکول لاہور ہیں۔ آپ بڑے نیک دل ہیں اور

لاٹ صاحب کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں اور تمام شہر کو ادب و تمیز سکھاتے ہیں۔ لوہے کو کندن اور پتھر کو لعل بناتے ہیں" (اردو میٹھی کہانیاں حصہ دوم صفحہ ۹۵) پس ہمارا اور آپ کا مقابلہ ایسا ہی ہے جیسے کہ چیونٹی اور ہاتھی کا۔ پھر کیوں آپ نور افشاں میں ہمارے مقابل آکھڑے ہوئے ہیں؟ اور تمام قسمیں توڑ ڈالی ہیں؎

جذب دل اپنا سلامت ہے تو انشاء اللہ
کچے دھاگے سے چلے آئینگے سرکار بندھے

جہاں تک شخصیتوں کا تعلق ہے اسے خوب غور سے سُن لینا اور اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہیے کہ ہم اخبار میں اپنے محترم مخاطب کے خلاف ایک لفظ بھی لکھنا پسند نہیں کرتے اور اگر ہماری ذات پر حملے بھی ہوتے رہینگے تو بھی ہم اس کا جواب کامل خاموشی سے دینگے۔ ہم کمال ادب و احترام آپ کا استقبال کرتے ہیں؎

سو بار صدقہ ہو کے بھی یہ چاہتا ہے جی
سو بار اور آپ کے قربان جایئے

جب ہر صاحب بصیرت پر روشن ہو گیا کہ بلحاظ شخصیات ہمارا اور آپ کا مقابلہ کسی طرح سے نہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ نے جس زبردست قوت مقناطیسی کا اثر نور افشاں کے کالموں میں محسوس کیا وہ کیا ہے جس کی آپ ۱۲ دن بھی اور برداشت نہیں کر سکے۔ کیونکہ ۱۰ جون کو مسیحی شائع ہونے کو ہے اور آپ نے بیقرار ہو کر ۳ جون ہی کے نور افشاں میں انتہائی گھبراہٹ کا اظہار ایسے طور پر کیا ہے کہ آپ اپنی تردید میں وہ ایسی کہہ گئے ہیں کہ چشم ما روشن و دل ما شاد؎

الفت اسے کہتے ہیں یہ جذب محبت ہے
بے آئے میرے گھر تو رہ نہ سکا۔ دیکھا!

حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ۲۰ مئی کے نور افشاں میں جو آواز بلند کی وہ

(۱) حقیقتاً معنوں میں قوم کی آواز ہے۔

(۲) پھر یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ سے اعلیٰ درجہ کے تعلیمیافتہ حضرات بھی نور افشاں کو پڑھتے ہیں۔

(۳) پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ رسالہ مسیحی کے فتوے کے بعد نور افشاں کے لائق نامہ نگاروں نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ آپ ان میں سے سب سے ادنےٰ کو شرف تخاطب بخش چکے ہیں۔ اور نور افشاں کے خلاف تمام بدگمانیوں کی تردید کرتے ہیں۔ ہم کیا اور ہماری حقیقت کیا۔ یہ قوم ہی کی صحیح ترجمانی تو ہے جس کا آپ کو خوف لاحق ہو گیا ہے۔ اگر آج کانفرنس رنجہ بر اندام نہ ہوتی تو آپ کو وہ کیوں نور افشاں کی ایک معمولی تحریر کی طرف متوجہ ہونے کے لئے مجبور کرتی۔

آپ پر ہمیں ایک بجا شکایت ہے کہ ہم پر تو الزام لگاتے ہیں کہ ترشی اور تلخ بیانی سے کام لیا ہے۔ مگر خود آپ نے ہماری شخصیت پر انتہائی غصہ سے مغلوب ہو کر حملے کرنے میں جابجا ابتدا کی ہے۔ فرماتے ہیں "گر یکدم گمنام صاحبان کی طرف سے آواز اُٹھیگی کہ پیش ہونے والے نمائندے ہی نہیں" یہ شیریں زبانی حضور کو مبارک رہے۔ حضرت مضمون کو زیب دست اور زیب داماں بنایئے۔ ہم پر غصہ نکالنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ہاں اتنا کہہ دینا آپ کے الزام کے جواب میں کافی ہوگا کہ

(۱) اوّل تو ہمیں آپ کی اس عنایت کا دیر سے علم ہے۔ آپ کانفرنس پر حملہ کرنے والوں کو کو۔ بالخصوص اشخاص (بحوالہ رسالہ مسیحی) مدت سے کہہ چکے ہیں ہم نے اپنے مضمون "جھوٹ کا سایہ" میں کسی شخصیت پر حملہ نہیں کیا اور آئندہ بھی آپ ہمیں انشاء اللہ اس سے محترز ہی پائینگے۔ مگر آپ نے تو ہمیں گمنام کہکر دل ٹھنڈا کر لیا۔ ذرا یہ تو بتایئے جس گمنام کا ذکر آپ نے طنزاً کیا ہے وہ وہی گمنام تو نہیں جسے اور تو کوئی نہیں جانتا مگر آپ خوب جانتے ہیں۔ آپ نے اُسے کس طرح ڈھونڈھ پایا۔ پھر آپ نے اُسے یہ شرف کا ہے کو بخشا کہ آپ کے شہرہ آفاق نام کی بدولت وہ مشہور و معروف ہو جائے۔ اگر اب بھی اس ارمغان گمنام کو کوئی نہ جانے تو سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ ہم ایک عجیب و غریب گمنام شخص ہیں۔ اگر ہمارے مضمون میں قوم کی آواز نہ تھی تو آپ مقام عالی سے کیوں اُتر آئے؟

تمہارے نام سے ہی لوگ مجھکو جان جاتے ہیں
میں وہ کھوئی ہوئی اک چیز ہوں جسکا پتہ تم ہو

ناظرین کرام کو رسالہ مسیحی کے الفاظ میں ہماری نکتہ چینی کی غرض سن لینی چاہئے۔ "انڈین کرسچن کانفرنس پنجاب کوئی خاندانی انجمن تو ہے نہیں کہ اس کے متعلق رائے زنی کرنا مداخلت بیجا خیال کیا جاتا اور نہ ہی کسی کی آبائی جائداد اور وراثت کہ نکتہ چینی باعث ہتک سمجھی جائے۔ البتہ اگر اس نے یہ حق خرید لیا ہے تو اس کا اعلان کر دینا واجب تھا کہ کسی کو بولنے کی گنجایش نہ رہتی ...... یہ خیال کرنا کہ کانفرنس کو مشورے کی ضرورت نہیں اور نہ کسی کی نکتہ چینی کی حاجت ہے سخت غلطی ہے۔ کوئی ہندوستانی مسیحی جس میں تھوڑا سا بھی قومی اور ملکی احساس ہو اس کے خلاف نہیں ہو سکتا اور نہ اُس کو نقصان پہنچانے کی خواہش کر سکتا ہے۔ چہ جائیکہ گمنام خاں ایسا کرے (رسالہ مسیحی ۱۳) ہماری نیت محض اصلاح ہے اور بس۔

اس پر بھی ہمارے مخاطب کی اعلیٰ علمیت اور شخصیت کا غیظ و غضب اگر ہم پر آ شدہ آئے اور قوم کی خاطر ہم آپ کے غصہ کی قربانگاہ پر اپنا جان و مال۔ خاندان اور آرام بھینٹ چڑھا دیں تو اس سے بڑھکر ہماری سعادتمندی اور کیا ہو سکتی ہے۔

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے
مصیبت کون لیتا اپنے سر لیتے تو ہم لیتے

مقابلہ ہمارا اور آپ کا نہیں بلکہ سچ اور جھوٹ کا ہے جب ایک اہم قومی مسئلہ پر بحث ہے تو ہم اور آپ برابر ہیں۔ اس لئے ہم بڑے زور کے ساتھ تحدی کرتے ہیں کہ

پنجاب انڈین کرسچن کانفرنس کی آواز قوم کی آواز نہیں ہے۔

(۲) کانفرنس کا طرز عمل مسیحیت اور کلیسیا ہر دو کے لئے بجد مضرت رساں رہا ہے۔

(۳) کانفرنس اپنے آرگن یعنی رسالہ مسیحی میں ہمیشہ شخصی حملے روا رکھتی رہی ہے۔

ان تینوں شقوں کو ثابت کرنے کے ہم پوری طرح ذمہ وار ہیں۔ اگر کانفرنس کے نقائص ثابت ہو جائیں تو ہم کو فائدہ پہنچیگا۔ اور اگر ہم قصوروار ثابت ہوں تو کانفرنس اور قوم دونوں سے معافی مانگ لینگے۔ لیکن اس وقت ہم یقین کرتے ہیں کہ پنجاب کرسچن کانفرنس نے دانستہ یا نادانستہ وہ روش اختیار کی ہوئی ہے جو مسیحیت اور کلیسیا کو نقصان پہنچانے کی اہلیت رکھتی ہے ؎

سو جان سے ہو جاؤنگا راضی میں سزا پر
پہلے وہ مجھے اپنا گنہگار تو کر لیں

کانفرنس کو چیلنج

یہی ہے مدعا۔ اے تیغ قاتل
مٹا دے روز کا جھگڑا مٹا دے

کئی سالوں سے ہر جگہ کانفرنس کی مخالفت اندر ہی اندر روز افزوں ترقی کرتی گئی۔ اور اب ہم نے اپنے نفع و نقصان کی پروا نہ کرتے ہوئے علانیہ اس آواز کو بلند کیا ہے۔ ہمارے مخاطب دوست کو اگر دعوے ہے کہ وہ قوم کی آواز کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں تو ان کو چاہئے کہ

لائلپور میں منعقد ہونے والی

انتظامیہ کمیٹی سے اس مضمون کا رزولیوشن پاس کرائیں کہ ہم سب (۱) کانفرنس پنجاب کو تمام نقائص سے خالی پاتے ہیں اور (۲) رسالہ مسیحی کی روش کو کلیسیا مسیحی کے حق میں مخالفانہ تصور نہیں کرتے؟ جب ہمارا یہ مضمون چھپ کر لائلپور پہنچیگا اس روز یعنی ۱۰ جون کو وہاں انتظامیہ کمیٹی کا اجلاس ہو رہا ہوگا۔ ہمارے مخاطب کے لئے یہ نہایت ہی کڑے امتحان کا وقت ہوگا۔ دیکھیں کانفرنس آپ کا ساتھ اس میدان میں دیتی ہے یا تن تنہا ہمارے مقابلہ پر چھوڑ کر ایک طرف ہو جاتی ہے

جملہ مسیحیان پنجاب سے گذارش

چونکہ رسالہ مسیحی میں کلیسیا اور مسیحیت کے خلاف متواتر مسلسل لکھا جا رہا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی صاحب اخبار میں اس مضمون کو چھیڑنے پر معترض ہونگے تو ہم یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہونگے۔

(۱) کہ یا تو رسالہ مسیحی کو آپ نہیں پڑھتے رہے۔

(۲) یا پڑھتے تو رہے مگر قوم اور مسیحیت کی نسبت بڑے بڑے موقعوں کے رعب و داب کے باعث خاموش ہو رہے۔

(۳) اور اب یہ بھی نہیں چاہتے کہ اس کلیسیا اور مسیحیت کے خلاف روش کو بند کرانے کے لئے ہم آواز بلند کریں۔

ہماری مراد اس مضمون میں آل انڈیا کرسچن کانفرنس کی ذات نہیں بلکہ کانفرنس کی پنجاب برانچ اور اس کی روش سے ہے جو ہم نے آج تک کانفرنس کی ذات کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ حالانکہ رسالہ مسیحی اس کے خلاف فتوے دے چکا اور اس کی موت کی پیشین گوئی کر چکا ہے (مسیحی صفحہ ۶)

اب آپ نے دعوے کیا ہے کہ کلارک آباد کی انتظامیہ کمیٹی میں کم از کم دس ممبر موجود تھے۔ اس کا جب جواب دیا جائیگا تو ہمیں امید ہے کہ ہمارے مخاطب دوست کی زبان پر وہی ہونگے دس تین اور رہیگا کیا؟ یہ ہم آگے دکھائینگے ؎

مزا تو جب ہے کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کیلئے

مضمون نہایت سنجیدہ ہے یہاں ہماری تمہید ختم ہوئی جواب اگلے نمبر سے شروع ہوگا۔ امید ہے کہ ہمارے مخاطب دوست آئندہ شخصی حملوں سے باز رہنے کی کوشش کرینگے۔ تاکہ اصل بحث سے باہر نکلنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ تاہم ہماری جانب سے یقین کر لیا جائے کہ شخصی حملوں اور خارج از بحث باتوں کا ہم ہرگز ہرگز جواب نہ دینگے اور نیک نیتی کے ساتھ تمام حالات پر بلا رو و رعایت زور ہو کر روشنی ڈالینگے۔

امید ہے کہ ۱۰ جون کو منعقد ہونے والا اجلاس اس بات کا بھی جواب دیگا کہ آل انڈیا کانفرنس کی چٹھی متعلقہ سیاسی نمائندگی کو رسالہ مسیحی نے مئی نمبر میں باوجود فیصلہ ہو جانے کے کیوں نہیں چھاپا!

(باقی آئندہ) خان

ہر ایک مسیحی مناد و استاد و مبشر

کیلئے نادر کتابیں

(۱) ہماری بائبل اور مسلم علماء۔ ضخامت ۲۰۰ کی قیمت ایک روپیہ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

(۲) اثبات صلیب۔ بجواب احمدیت کی کسر صلیب۔ ضخامت ۲۰۰ کی قیمت ایک روپیہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

یہ ہر دو کتب مقبول عام ہو چکی ہیں۔ نمبر اول سہارنپور علم الٰہی کے مدرسہ میں کورس مقرر ہو چکی ہے اور نمبر دوم کے کورس مقرر ہونے کی امید ہے۔ ہر دو کتب کو مسیحی علماء نے نہایت پسند کیا ہے۔ جنکی تعریف و توصیف میں درجنوں رائیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ کتابیں ہاتھوں ہاتھ جا رہی ہیں۔ جلد منگائیں ورنہ افسوس کرنا پڑیگا۔

کتب مذکور شائقین پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور سے طلب فرمائیں۔

پادری غلام مسیح صاحب
ایڈیٹر نورافشاں۔ لاہور

بیکانیر نواسی شری یت رام گوپال جی شورتن مہتہ کے فرزند کی شادی ماہ بیساکھ میں ہوئی تھی۔ اس موقع پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ دان کا اعلان کیا تھا۔ اس میں سے ۲۱۰۰ روپیہ ستیہ آگرہ آشرم سابرمتی۔ ایک ہزار روپیہ شردھانند دلت ادھار سبھا دہلی اور ایک ہزار روپیہ تلک سکول آف پالٹیکس کو دیا گیا ہے۔

(بندے ماترم)

خبریں

کوچین ۷- جون - کوچین دربار نے اجازت دیدی ہے کہ کوچین کی لیجسلیٹو کونسل میں مفت اور لازمی پرائمری تعلیم کا بل پیش کیا جائے۔

(ریسے ماترم)

چتوا کھل کے ستیہ آگرہ میں اس وقت تک ۹۵۲ ستیہ آگرہی گرفتار ہو کر جیل میں پہنچ چکے ہیں جو ستیہ آگرہی قید بھگت کر رہا ہو جاتے ہیں وہ پھر ستیہ آگرہ کرنے چلے جاتے ہیں۔ شہر میں زائد پولیس تعینات کر دی گئی ہے۔ جس کا خرچ ہندوؤں سے ہی لیا جائیگا۔ نند کمار وکیل اور مسٹر دکانت گھوش کے گھر کا سامان نیلام کر کے جدید پولیس کا ٹیکس وصول کیا گیا۔ اس پر تمام شہر میں بھاری سنسنی پھیل رہی ہے۔

(اا)

ناگپور ۷ جون - کل رات طلبا کے سامنے تقریر کرتے ہوئے بنگال کے سوامی کمارانند نے کہا کہ میں بھی انقلاب پسندوں میں سے ایک تھا۔ لیکن اب میں نے عدم تشدد کے عہد پر دستخط کر دیئے ہیں" آپ نے طلبا سے اپیل کی کہ انہیں ناگپور ستیہ آگرہ میں شامل ہونا چاہئے اور بم تیار کرنے چاہئیں استعمال کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ آپ کو انہیں تیار کرنا آنا چاہئے۔ آپ نے طلبا سے یہ بھی کہا کہ انہیں اس معاملہ میں والدین کی بات نہ ماننی چاہئے۔ اور ہندوستان کی آن دعزت رکھنی چاہئے۔ آپ نے کہا کہ میں جلدی ہی بم بنانے کا نسخہ چھاپ دونگا۔ اور اسے لوگوں میں تقسیم کر دونگا۔

مسٹر دیکر نے اپنی افتتاحی تقریر میں کہا کہ صرف ایسے بالغ طلبا کو جو اپنے افعال کی ذمہ واریوں اور نتائج کو پورے طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ اس تحریک میں حصہ لینا چاہئے۔ (اا)

پنجاب گورنمنٹ نے بیگار کی ممانعت کے متعلق

آج تک مندرجہ ذیل دو اعلان نکالے ہیں۔ پہلا اعلان سر میلکم ہیلی (?) لفٹنٹ گورنر صاحب پنجاب کے عہد میں جاری کیا گیا تھا۔ اس میں سرکاری افسروں کو لوگوں سے بلا معاوضہ رسد لکڑی دکھاس وغیرہ لینے اور کسی قسم کی محنت کرانے کی سخت ممانعت کی گئی تھی۔ دوسرا اعلان جنوری ۱۹۲۱ء میں جاری ہوا تھا۔ یہ اعلان پہلے اعلان سے ایک قدم آگے جاتا ہے۔ اس کے مطابق کوئی بھی سرکاری افسر دیہات کے کسی باشندے سے زبردستی کام یا سامان نہیں لے سکتا۔ ڈپٹی کمشنروں نے ضلع کے مختلف علاقوں میں تنخواہ دار ٹھیکیدار مقرر کئے ہیں۔ جن کی معرفت سرکاری افسروں کو دورے پر اپنی ساری ضروریات پوری کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اس لئے کوئی بیگار یقیناً غیر قانونی ہے۔ (موہن لال سکریٹری اچھوت ادھار منڈل ۱۸ کورٹ سٹریٹ لاہور)

(م)

گورنمنٹ نے رسالہ ورتمان امرتسر کا مئی کا پرچہ ضبط کر لیا ہے۔ اور ایڈیٹر اور قابل اعتراض مضمون کے مصنف پر بھی مقدمہ چلانے کا فیصلہ کیا۔

امرتسر ۷ جون - مقامی پولیس نے ورتمان اخبار کے ایڈیٹر - پرنٹر اور پبلشر کو زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند گرفتار کیا ہے۔

(م)

گورنر بہار نے وائسرائے کو ایک تار کے دوران میں لکھا ہے کہ مسٹر برنارڈ کے ساتھ ملاقات کے بعد مجھے یہ اطلاع آپ کو دینے میں خوشی ہے کہ برما میں غلامی کا عملی طور پر خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور چار ہزار غلاموں کو آزاد کر دیا گیا ہے۔ اور باقی پانچ سو کے قریب غلام رہتے ہیں جن کے متعلق اگلی سردیوں میں کارروائی کی جائیگی۔ وائسرائے نے اس کے جواب میں گورنر اور مسٹر برنارڈ کا شکریہ ادا کیا ہے۔

(م)

وارسا ۶ جون - شفاخانوں کے بیمار وارسا کی گلیوں میں روتے ہوئے نکل آئے اور گرجاؤں سے عبادت کرنے والے چیختے ہوئے دوڑے۔ یہ خیال کر کے کہ بڑا بھاری زلزلہ آیا ہے۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ بارود کا میگزین جس میں زمانہ جنگ کے آسٹریا کے کارتوس بھرے تھے اور جو حلقہ بنکوس کے قریب واقع تھا بھک سے اڑ گیا۔ جس سے قلعہ بھی منہدم ہو گیا۔ دس آدمی ہلاک ۱۰۰ سے زیادہ سخت مجروح ہوئے۔ اور کھڑکیوں کے شیشے اڑ اڑ کر لگنے سے صدہا اندھے ہو گئے اور بیسیوں گھر نابود ہو گئے۔ نقصان کا اندازہ ۵ لاکھ پونڈ بتایا گیا ہے۔

(اا)

لنڈن ۵ جون - دوسرا امریکن ہوائی جہاز امریکہ سے چلکر بحر ظلمات عبور کر کے جرمنی میں پہنچا۔ برلن میں اس کے خیر مقدم کے لئے بے شمار ہجوم رات بھر منتظر رہا۔ اس جہاز کا نام کولمبیا اور ہوا باز کا نام چیمبرلین ہے۔ لیکن وہ برلن نہ پہنچ سکا اور ۴۲ گھنٹہ کی پرواز کے بعد سکسنی کے مقام فیلبن میں زمین پر اترا۔ کیونکہ پیٹرول ختم ہو گیا تھا۔ وہاں سے ۹ $\frac{1}{2}$ بجے روانہ ہوا۔ لیکن جب برلن ۷۰ میل رہ گیا تو جہاز کے پنکھے کا بازو ٹوٹ گیا۔ امریکہ خوشی سے پاگل ہو رہا ہے۔ اخبارات کی فرخندگی کی حد نہ رہی۔ گرجاؤں میں ہوا باز کی سلامتی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

(م)

ایک ہندو عورت جسکی عمر ۵۰ سال کے قریب ہو گی۔ ہری گیان مندر لاہور کے قریب ایک تانگہ کے نیچے آ گئی۔ اسے بہت چوٹیں آئیں۔ تانگہ والا گرفتار کیا گیا۔

(م)

چتوا کھل جیل میں ستیہ آگرہ قیدیوں اور مسلمانوں میں جو فساد ہو گیا تھا اُس کا مقدمہ اب بریسال میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ (عام)

ہیضہ کا ٹیکہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ہیضہ سے بچنے کے لیے جو ٹیکہ لگایا جاتا ہے اُس کے فوائد کا حال ہی میں بہت چرچا ہوا ہے۔ عام لوگ شاید اس واقعہ سے آگاہ نہیں کہ چند گذشتہ سالوں سے کسولی کے ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی سب سے بڑی کوشش یہ رہی ہے کہ وہ "ویکسین دافع ہیضہ" کافی مقدار میں صرف لاگت کے نرخ پر مہیا کیا کرے۔ مگر اس مصالحہ کے جس سے یہ ویکسین تیار کی جاتی ہے مہیا کرنے کے کثیر اخراجات ایک حد تک ایسے طریق علاج کے مانع ہوتے ہیں۔ تاہم اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ سوائے فوجی محکموں کے یہ ویکسین کی نمایاں جو کروڑوں کی تعداد میں بیچی گئی ہیں کسی حالت میں بھی دو آنہ جیسی حقیر رقم سے کم قیمت پر فروخت کی گئی ہیں۔ سرکاری ہسپتالوں اور ہندوستان کی فوج کو اور عوام کو اس ویکسین کے باقاعدہ مہیا کیے جانے کا انتظام پہلے پہلے ١٩١٦ء میں کیا گیا۔ کیونکہ اسی سال ہی سے لفٹیننٹ کرنل ای۔ ڈی۔ ڈبلیو گریک کی جدید تحقیقات کی وجہ سے کسولی کے سنٹرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ کو ویکسین تیار کرنے کے لیے ہیضہ کے جراثیم مسلسل و بافراط دستیاب ہونے لگے۔ اس وقت سے لیکر ویکسین کی مقدار حسب ضرورت ترقی پذیر رہی ہے اور اب یہ کیفیت ہے کہ ہر سال ویکسین کی دس لاکھ شیشیاں تقسیم کی جاتی ہیں اور اگر اس سے بھی زیادہ مقدار میں درکار ہو تو وہ بھی مہیا کی جا سکتی ہیں۔

وسیع پیمانہ پر ویکسین تیار کرنے سے یہ فائدہ بھی ہے کہ یہ دو تجربہ کار ماہران فن کی زیر نگرانی کم سے کم قیمت پر تیار ہوتی ہے۔ ویکسین کا خالص ہونا دیگر اجسام کی ملاوٹ سے پاک ہونا اور اس کا مؤثر ہونا ایسی ضروری خوبیاں ہیں جن کے لئے بہت تحقیق اور تشخیص کی ضرورت ہے۔ ویکسین کا موجودہ طریقۂ ساخت اس انداز سے ترکیب دیا گیا ہے کہ بہت تھوڑے عرصہ میں بھی جس قدر ویکسین درکار ہو تیار کی جا سکتی ہے۔ حال میں بعض اخبارات میں یہ مضمون شائع ہوا تھا کہ ہیضہ کے انسداد میں اگر کوئی رکاوٹ ہے تو یہ ہے کہ درکار ویکسین کافی مقدار میں دستیاب ہوتی ہے اور نہ ٹیکہ لگانے والے میسر آتے ہیں۔ پبلک کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ رکاوٹیں اب دور ہو چکی ہیں اور اب ویکسین بہت تھوڑے سے نوٹس پر کافی تعداد میں تیار کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ نے اپنے تحقیقاتی ذرائع سے یہ معلومات حاصل کر لی ہیں کہ عوام اور دیگر اشخاص کو کس قدر ویکسین درکار ہے۔ چنانچہ اب اس امر کا امکان نہیں کہ بوقت ضرورت اس دوا کی کمی واقع ہو۔

مبارکباد

ناظرین کرام یہ معلوم کر کے ضرور خوش ہونگے کہ مسٹر ہوز۔ مدیر سالہ سعی وکیل کمیپ بقصد شہر کی میونسپل کمیٹی کے ممبر مقرر ہو گئے ہیں۔ اس سے آنجناب کی ہر دلعزیزی اور قابلیت کے احساس کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ حکام ریاست نے آنجناب کو میونسپل کمشنر مقرر کر کے واقعی شہر کو ایک قابل خدمت گذار دیا ہے۔ جس کے لیے ہم مسٹر ہوز کو مبارکبادی کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔

سرحد پر جنگ کا اندیشہ

مہمند پھر آمادہ ہیں

پشاور کے ایک خط میں بیان کیا گیا ہے کہ حسب معمول بعض ملاؤں کی تحریک سے مہمند علاقہ میں کسی قدر بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔ زیادہ تر یہ اس تحریک معدلت کا نتیجہ خیال کیا جاتا ہے جو مہمند قوم کو موسم گرما کے آغاز میں اکثر تکلیف دیتا ہے۔ حالات "تا حال خراب ہیں۔ لیکن امید ہے سکون ہو جائیگا"

(رنبد سے ناظرم)

اُردو ٹریکٹ

دو پیسہ فی عدد

(یاد رہے کہ ۲ر سے کم قیمت کی کتابوں کا وی پی نہیں بھیجا جاتا۔ اس کے لئے قیمت اور خرچ ڈاک کے ٹکٹ پیشگی آنے چاہئیں۔)

کیا مسیحی مذہب خدا کی طرف سے ہے؟ اور کیا مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔ جارج بورڈمن صاحب مشنری کے رسالہ اردو کا ترجمہ صفحہ ٤٤

عیسٰی کی سیرت۔ یہ بھی ایک انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ ۸ بابوں میں مسیح کی خصلت پر وضاحت سے بحث کی گئی ہے صفحہ ٤٨

خلافت۔ مسلمانوں کی خلافتِ ترکی کی تاریخ اور اس کے تنزل کا بیان صفحہ ١٤

جامعۃ الفرائض۔ مسیحی مذہب کے اعتقادی اور عملی مسائل پر اُردو میں سب سے ضخیم اور سب سے ارزاں کتاب صفحہ ٤٣٣

مختصر کوائف یوسفی۔ اخوند محمد یوسف خان میرٹھی کے احمدی سے مسیحی ہونے کا بیان صفحہ ١٦

ایک عجیب پیشگوئی۔ اس امر کی تحقیق کہ آیا تمام دنیا میں انجیل کی بشارت پہنچ چکی ہے یا نہیں صفحہ ٢٠

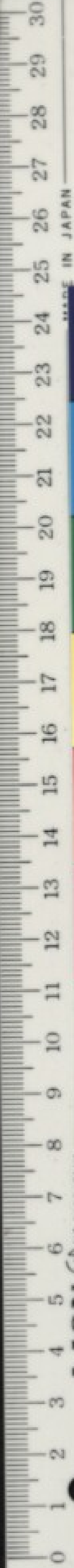
ڈاکٹر کالیچرن چٹرجی نے کیوں مسیحی دین قبول کیا؟ صفحہ ٦

اہلِ ہنود کے تیوہار۔ ہندوؤں کے تیوہاروں کی ابتدا خصوصیتیں اور مقامات صفحہ ٢٣

توبہ کر اب بھی تو کہ در توبہ باز ہے۔ ایک نصیحت آموز وعظ از پادری مت

سلیقہ۔ بائبل کی یہ کہانی بالخصوص مستورات کے لئے بہت مفید ہے۔ صفحہ ٤٠

المشتہر: سکریٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انار کلی۔ لاہور۔





(۱) مسٹر موسے خاں — سینٹ جانز کریچن سوسائٹی مہان سنگھ باغ۔ لاہور
(۲) مسٹر پال — مزنگ کرسچن سوسائٹی۔ مزنگ۔ لاہور شہر
(۳) مسٹر شیر امل — علی پور۔ چک نمبر ۶۔ ضلع لاہور۔
(۴) وت رام کھجا۔ شادی نظامین } بابو ماہو سوسائٹی ضلع لاہور

(۱) اجلاس کا افتتاح دعا سے ہوا اور مندرجہ ذیل کارروائی عمل میں آئی۔

(۲) اجلاس سابقہ کی روئداد پڑھی گئی اور منظور ہوئی

(۳) آنریری سکریٹری نے بورڈ آف ڈائرکٹرز (انجمن انتظامیہ) کی تجاویز پاس کردہ کو پڑھا اور اُردو میں ترجمہ کیا۔ اور اجلاس نے اُن کو منظور کیا۔

(۴) آڈیٹروں (محاسبین) کی رپورٹ پر فقرہ بفقرہ غور کی گئی اور پاس ہوا کہ انجمن انتظامیہ کو کہا جائے کہ رپورٹ میں محاسبین نے جن نقائص کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اُن کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۵) فیصلہ ہوا کہ منافع جات کی تقسیم حسب ذیل ہو۔

	پائی آنہ روپیہ
منافع ڈویڈنڈ بحساب ۵ فیصدی	۷۸۲-۸-۰
ریزرو فنڈ (سرمایہ محفوظ)	۷۰۰-۰-۰
(قرضہ فنڈ) بیڈ ڈیٹ فنڈ	۷۰۰-۰-۰
بقایا برائے سال آئندہ	۱۱۴-۵-۶
جملہ منافع	۲۲۹۶-۱۳-۲

(۶) یہ فیصلہ ہوا کہ مندرجہ ذیل حصص مس بی۔ جے ایلن صاحبہ کے نام منتقل کئے جائیں۔

(۱) مسٹر آئی جفری — حصہ نمبر ۳۱۰
(۲) مسٹر دیگا پرشاد — ۲۶۴
(۳) مسٹر آئی سوبھا — حصص ۲۳۰ و ۲۳۱
(۴) مسٹر ارجن لعل — ۳۵-۳۴ و ۴۷-۴۶
(۵) حصص منسوخ شدہ — حصہ نمبر ۸۲

(۷) فیصلہ ہوا کہ امانت ہائے میعادی کے قاعدہ نمبر ۱ میں ظاہر کردہ تین سال کی میعادی امانتوں کی شرح بحساب ½ ۶ فیصدی کو منسوخ کیا جائے۔

(۸) قاعدہ نمبر ۱ میں ½ ۶ فیصدی زیادہ شرح سود جو کہ ۵ ہزار یا زیادہ روپیہ کی میعادی امانتوں کے لئے ہے ۳ سال سے تبدیل کرکے ۲ یک سال کر دیا جائے

(۹) فیصلہ ہوا کہ میعادی امانت کی تاریخ معاہدہ ختم ہو جانے کے بعد جب رسید کی تجدید کی جائے تو درمیان ایام کا سود بھی جہاں سکریٹری صاحب مناسب سمجھے ادا کیا جائے۔

(۱۰) پاس ہوا کہ پریذیڈنٹ سے درخواست کی جائے کہ وقتاً فوقتاً روکڑ کے رجسٹر ساتھ زر نقد بقایا کا ملاحظہ کیا کرے

(۱۱) پاس ہوا کہ چند اصحاب کے حصہ کی رقم اُسے واپس کر دی جائے

(۱۲) پاس ہوا کہ جب میعادی امانت کی رسید گم ہو جائے تو ہر صورت میں انڈیمنٹی بانڈ پر ٹکٹ چسپاں کیا جائے۔

(۱۳) پاس ہوا کہ جس سوسائٹی کا سود بقایا ہو اُسے کوئی قرضہ نہ دیا جائے۔

(۱۴) فیصلہ ہوا کہ امپیریل بنک آف انڈیا لاہور میں جمع کردہ زر ضمانت کے مقابل پانچ ہزار روپیہ کا اوور ڈرافٹ لیا جائے۔ اور مزید برآں آنریری سکریٹری اور جائنٹ سکریٹری کے ناموں پر سرمایہ محفوظ جمع کیا جائے۔

(۱۵) پاس ہوا کہ گذشتہ پانچ سالہ اشتہار بنک کے عوض مسالہ سیمی کو ۵۰ دیئے جائیں۔

(۱۶) پاس ہوا کہ انجمنوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے مسٹر موسے خاں کو کہا جائے کہ وہ بنک کے قواعد کارروائی کو سلیس زبان میں ترجمہ کرے اور اُسے یہ بھی کہا جائے کہ اس سالانہ اجلاس کی کارروائی کو اُردو اخبارات میں برائے بنک شائع کرائے

مندرجہ ذیل ڈائرکٹر منتخب ہوئے۔

(۱) جے۔ ڈانی ایل اسکواٹر
(۲) ای ایمداس اسکوائر۔
(۳) ڈاکٹر آئی یوناصر
(۴) پروفیسر سنگلیر
(۵) مسٹر موسے خاں (نمائندہ انجمن ہائے)

مندرجہ ذیل عہدیداران چنے گئے۔

پریذیڈنٹ	کپتان ڈی ایس آٹو صاحب
وائس پریذیڈنٹ	ای ایمداس اسکوائر } جے ڈانی ایل اسکوائر
آنریری سکریٹری اور منیجر	بی۔ ایل لیارام اسکوائر
جائنٹ سکریٹری	بی سی گھوش اسکوائر

(۱۷) فیصلہ ہوا کہ مسٹر بی۔ ایل رلیارام کو پنجاب کواپریٹو یونین میں بنک کا نمائندہ منتخب کیا جاتا ہے۔

دستخط آنریری سکریٹری و منیجر
بی۔ ایل۔ رلیارام

طوفان گرد و غبار

جس آندھی کے نقصانات کا ذکر جناب راعظم صاحب نے کیا ہے اس نے پنجاب اور دہرادون اور مصوری تک بے اندازہ نقصان کیا ہے۔ پنجاب میں زمینداروں کی فصل گندم کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ ہزاروں من گیہوں اور بھوسہ اُڑ گیا ہے۔ دہرادون اور مصوری میں مکانات کی چھتیں تاریں وغیرہ توڑ پھوڑ ڈالیں ہیں۔ ایڈیٹر

طوفان بدتمیزی تو تمام دنیا میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً زور کر رہا ہے۔ مگر ۲۸ تاریخ رات کے ۹ بجے جو گرد و غبار اور آندھی کا طوفان آیا ہے۔ الامان الامان۔ شدت تو اس کی اس قدر تھی کہ درخت تو درخت دیوار دن تک اُڑ گئیں۔ تاریکی ایسی ہاتھ پسارے نہ سوجھتا۔ چارپائیوں پر پڑے ہوئے بڑے بڑے بیاد معہ چارپائی کے قائم نہ رہ سکے۔ نیچے بیار اوپر چارپائی۔ خالی چارپائی ایسی اُڑی کہ پتہ ہی نہ ارد۔ جب دوسرے دن ملی تو دُور کہیں کھڑے ٹکڑے ہوئی پڑی تھی بڑے بڑے درختوں کی جڑوں

تک ہل گئیں۔ کھلواڑے ایسے اڑے کر دانہ صاف کرنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ بھوسے کا تو کیا ذکر۔ خاک دھول کی طرح دانے اڑ گئے۔ گرد وغبار۔ کا یہ عالم تھا کہ

زمین شش شد و آسماں گشت ہشت

پھل تو تباہ ہو گئے۔ آم کی فصل اڑ گئی۔ آہ اب کے یقین تھا کہ آم کھاوینگے۔ مگر کون کھانے دیتا ہے۔ درخت اڑ گئے جب صبح اُٹھ کر آم کے باغ میں جا کر دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ آسمان سے آم برسے۔ زمین آموں سے اٹی ہوئی تھی۔ بظاہر آم والوں کا سخت نقصان معلوم ہوتا ہے۔ مگر خداوند سب کچھ بہتر کرتا ہے۔

آندھی میں ایک نرالی بات تھی کہ مغرب اور مشرق دونوں جانب سے چلتی تھی۔ جس وقت اُن کا آپس میں تصادم ہوتا تھا تو کوئی چیز اُس کے آگے ٹھہر نہ سکتی تھی۔ ایسا تھا جیسے سمندر میں جب دونوں طرف سے لہریں اُٹھتی ہیں اور جس مقام پر ملتی ہیں وہاں کیسا ہی زبردست جہاز ہو قائم نہیں رہ سکتا۔ یہی حال ان ہوائی لہروں کا تھا۔ خدا کا شکر کہ جانوں کی سلامتی رہی۔ کوئی جانکاہ حادثہ واقع نہیں ہوا میرے سوال کے رنگ ہیں کہ جو چاہے سو کرے جس طرح پھلوں کو نقصان پہنچا ہے اس سے زیادہ زمینداروں کو نقصان ہوا ہے۔

واعظ۔ کلارک آباد

ضرورت ۳/۲

سکندرہ آگرہ) سی۔ ایم۔ ایس اینگلو ورنیکلر مڈل سکول کیواسطے جو مسیحی لڑکوں کا بورڈنگ سکول بھی ہے (۱) ایک ایف۔ اے یا ایس۔ ایل سی ٹی کی ضرورت ہے تنخواہ ۳۰ سے ۳۵ روپیہ تک دی جائیگی۔ (۲) ایک ایس۔ ایل سی یا میٹرک پاس کی ضرورت ہے تنخواہ ۲۵ روپیہ ماہوار دی جائیگی۔ امیدوار اپنی درخواستوں کے ساتھ اپنی عمروں کا ذکر کریں نقول سرٹیفکیٹ کے ساتھ انہیں پادری ایف۔ ڈبلیو ہنٹن پرائری معرفت کے پاس روانہ فرمائیں۔ المشتہر

پادری ایف۔ ڈبلیو ہنٹن پرائری بھورلی۔

اشتہار ۹/۶

ایک عورت مسماۃ جیندو زوجہ فضل ساکن رفیق آباد چک $\frac{۱۴۰}{۹-ایل}$ ضلع منٹگمری کی ہے جو کہ عرصہ دس ماہ سے اپنے خاوند کو چھوڑ کر کہیں بھاگ گئی ہے اُس کی تلاش ہر چند کی گئی۔ لیکن مطلقاً کوئی پتہ نہیں ملا۔ اگر کسی صاحب کو اس کی موجودہ رہایش کا علم ہو وے تو اس کی خبر مہربانی کر کے اشتہار دہندہ کو دیویں۔ اطلاع دینے والے اصحاب کو پانچ روپے انعام دیا جائیگا۔ حلیہ حسب ذیل ہے۔ رنگ گندم نما۔ قد درمیانہ۔ ہر دو گال پر ایک ایک تولہ اور ٹھوڑی کے نیچے بھی ایک تتولے کا نشان ہے اور عمرہ ۲ سالہ ہے۔

خادم اللہ دتا و بخش پاسٹر۔

کلیسیا رفیق آباد چک $\frac{۱۴۰}{۹-ایل}$ ضلع منٹگمری

مسیحی کاشتکاران پنجاب کو خوشخبری ۱۳/۶

امسال فصل گندم تھوڑی وناقص ہے۔ سو جلد گھر آجائیگی۔ کاشتکاران کو مئی۔ جون۔ جولائی میں کام کم ہوگا۔ جن کے پاس دو آدمی و ۳ جوڑی بیل ہوں ایک جوڑی اپنے کام کے لئے رکھ لیں اور دو جوڑی مئی۔ جون۔ جولائی کے لئے مرالیوالہ متصل گوجرانوالہ میں کاشت منجی کے لئے ہمارے پاس بھیج دیں تو ۳ ماہ میں فی ہل بیس کیلے منجی کاشت ہوگی۔ یہاں پر پیداوار فی کیلہ ۱۰ من تک ہے قیمت فی من ۵ روپیہ اور حصہ مزارعہ $\frac{۱}{۲}$ پس پیداوار فی ہل کیلے ۲۰۰ حصہ $\frac{۱}{۲}$ یعنی ۵۰۰ روپے ہو سکتی ہے

المشتہر ۲۶۶۶ ۳۵

جے۔ ڈانیل۔ گجرات

نور افشاں کی توسیع اشاعت میں نہایت سرگرمی سے کوشش کیجئے۔

یونگ کرسچن ہائی سکول لودہیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خواتین اس کی مدد کرتی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق خرچ ۲ ماہوار فی طالب علم ہو۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بوجہ حسب نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جرنیل کے ۱۵ سے ۱۰ تک سرد کونول ۲۵ سے ۱۰ تک مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں ۱۴/۶

(۱) دمہ خشک ہو یا تر۔ پرانا ہو یا نیا۔ تیر بہدف دوا ہے۔ دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے قیمت عہ

(۲) ہر قسم کی کمزوری کے دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو۔ قیمت فی شیشی ۱۲ ار

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ۔ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ ار محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

ڈاکٹر لالہ ای ماین اور بیڈیا یہ۔ خورجہ ضلع بلند شہر

پادری ایچ۔ ای۔ وائلی صاحب مہتمم نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔